بچوں اور بڑوں کیلئے اسوہ رسول ﷺ کی دلکش اور دل آویز جھلک

مہرِ نبوت

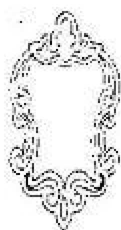


علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ

(مصنف رحمۃ للعالمین ﷺ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم



مہرِ نبوت

بچوں اور بڑوں کے لئے اسوۂ رسول ﷺ
پر ایک مختصر، منفرد اور مکمل کتاب

محبت کے دعویدارو

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: ۳۱)

اگر تم کو اللہ کی محبت کا دعوٰی ہے تو آؤ میری پیروی کرو!

اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم سپہ سالار ہو یا سپاہی ہو تو میری پیروی کرو...... اگر استاد اور معلم ہو تو میری پیروی کرو........... اگر تم شاگرد ہو تو میری پیروی کرو...... اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو...... اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم اللہ کے عابد ہو تو میری پیروی کرو...... اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم شوہر ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم صاحبِ اولاد ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم قاضی اور ثالث ہو تو میری پیروی کرو...... اگر تم تاجر ہو تو میری پیروی کرو........... غرض تم جو کوئی بھی ہو، کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لئے بہترین نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لئے بہترین سامان اور تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور ا ''اسوۂ حسنہ'' کے خزانہ میں ہر وقت اور ہر لمحہ مل سکتا ہے۔

(خطبات مدراس...... علامہ سید سلیمان ندویؒ)

قلب وروح کی تمام بیماریوں کا علاج ''سیرت النبی ﷺ'' ہے۔



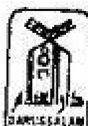
- کتاب .... مہر نبوت
- مصنف .... علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری
- اہتمام .... محمد سرور طارق
- اشاعت .... اکتوبر 2003ء رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
- طباعت .... R.P.S پرنٹرز لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY
D/Ground (samosa chok)
Faisalabad, PAKISTAN.
☎ 0092 41 546964 Fax:0092 41 733350

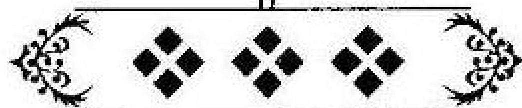
ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز



غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 7120054 فیکس 7320703

فہرست



عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبت کا تقاضا

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے آپ کا ذکرِ خیر ایک مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کی محبت کے بغیر دین وایمان نامکمل رہتے ہیں۔ فرمانِ اقدس ہے۔

تم میں سے کوئی بھی صحیح مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے باپ، اولاد بلکہ تمام انسانوں سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ جانے۔ محبت کی پہلی منزل رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس اور ان کے اسوۂ حسنہ کی معرفت ہے۔

سید ابوبکر غزنوی فرمایا کرتے تھے: ''اگر آپ کی ذاتِ گرامی کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو تو آپ سے محبت بھی کچی اور ناپائیدار ہوگی اور جب محبت ہی ناپائیدار ہو تو بلاشبہ اطاعت پھیکی اور بے لذت ہوگی۔ معرفت اور محبت کے بغیر اطاعت ایک چھکڑا ہے جو ریں ریں کرتا ہوا چلتا ہے۔ اطاعت میں جان محبت اور معرفت سے پڑتی ہے اور اصل مقصود اطاعت ہی ہے۔ اگر محبت سے ان کی اطاعت حاصل نہ ہوئی تو اصل مقصد فوت ہوگیا۔ اصل مقصد ان کے محاسن کو اپنانا، ان کی خوبیوں کو اختیار کرنا، ان کے نقشِ قدم پر چلنا، ان کی پیروی کرنا اور ان کا کہا ماننا ہے۔''

عشقِ رسول ﷺ کا پہلا سبق اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

''میرا رسول جو بھی حکم دے اسے اختیار کرو اور جس سے وہ روکے، رک جاؤ۔'' (الحشر:۷)

گویا اللہ تعالیٰ کو وہ محبت مطلوب ہے جس میں اطاعتِ رسول ﷺ جھلکتی ہو۔ اسی لئے ارشاد ہے: ''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں

بہترین نمونہ ہے۔ ﷺ اور ظاہر ہے نمونہ عمل کے لئے ہے نا کہ صرف محبت کیلئے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اطاعت کے بغیر محبت بے معنی اور ادھوری ہے۔

اطاعت اگر سچی ہو تو نہ صرف حصولِ حب رسول ﷺ بلکہ اللہ کی محبت کے حصول کا بھی ذریعہ ہے .... پس محبت کیلئے اطاعت اور اطاعت کیلئے محبوب کی اداؤں اور اس کی زندگی کے ہر پہلو کا علم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر سیرتؐ سے ہی لاعلمی رہی تو اسوۂ حسنہ پر عمل کیسے ہوگا۔ علم کے حصول کیلئے لازم ہے کہ کتب سیرت کا نہایت وسیع اور وافر مطالعہ کیا جائے اور سیرت کی کتابیں گھروں میں رکھی جائیں، دوست احباب میں تقسیم کی جائیں۔ تا کہ علم محبت پہ اور محبت اطاعت پہ ابھار سکے۔ اور ہمیں اپنی زندگی اسوۂ رسولؐ کے مطابق ڈھالنے میں مدد ملے اور اسوۂ رسول اور سنتِ رسول کے چراغ سے ہر گھر روشن ہو، معاشرہ اسلامی بنے اور خاموش اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو۔

الحمدللہ **طارق اکیڈمی** سیرت طیبہ کے گل ہائے رنگا رنگ سے اپنے قارئین کے قلب و روح کو معطر کرنے کیلئے اس موضوع مقدس پر چھ اعلیٰ کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ اب ساتویں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حب رسولؐ کی اس متاع گراں بہا کو ہماری دنیا میں برکت اور آخرت میں سعادت کا باعث بنائے اور اسی محبت کے طفیل ہمارے والدین اور اکیڈمی کے جملہ متعلقین کو پروانہ نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد سرور طارق (ڈائریکٹر)

طارق اکیڈمی، فیصل آباد

21-09-03

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

امابعد۔ یہ مختصر رسالہ ''جواب چوتھی (اس کتاب کا متن طبع چہارم سے ماخوذ ہے) مرتبہ شائع کیا جاتا ہے'' سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن وفضائل اسی قدر دکھلا سکتا ہے۔ جس قدر آفتاب کی روشنی کو ذرہ، لیکن میں نے دیکھا کہ لوگ مستند فاضلوں کی بڑی بڑی کتابوں کو نہیں پڑھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے تاریکی میں پڑے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس مختصر رسالہ کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ذوقِ اطاعت ترقی پذیر ہوگا۔ اور ناواقفوں کی بے خبری کے حجاب کسی قدر اٹھ جائیں گے۔ رسالہ کا ہر فقرہ صحیح روایت سے لیا گیا ہے اور بڑے مطالب کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں ادا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ناچیز کے عمل کو قبول فرمائے اور اس کا ثواب میرے والد بزرگوار قاضی مولوی احمد شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد سلیمان کان اللہ لہ،

سیرتِ محمدیہ ﷺ

ہمارے نبی محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نامور فرزند تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے بڑے بیٹے ہیں۔

آنحضرت ﷺ مکہ میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول (سنہ عام الفیل)[1] کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے۔ کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں کا انتقال ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے ان کا نسب تین پشت اوپر جا کر حضور ﷺ کے ددھیال سے جا ملتا ہے۔

جب آنحضرت ﷺ ۸ سال دو مہینے اور ۱۰ دن کے ہوئے تو دادا[2] فوت ہو گئے ابوطالب جو آنحضرت ﷺ کے والد (عبداللہ) کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا۔ کفیل متعین ہوا۔

---

(۱) یہ واقعہ نبی ﷺ کی پیدائش سے صرف پچاس یا پچپن دن پہلے ماہ محرم میں پیش آیا تھا۔ لہٰذا یہ ۵۷۱ء کی فروری کے آخر یا مارچ کے شروع کا واقعہ ہے۔ ابرہہ اپنے ساتھ ساٹھ ہزار کا لشکرِ جرار لے کر کعبہ کو ڈھانے کے لئے نکلا۔ اس لشکر میں کل ۹ یا ۱۳ ہاتھی تھے۔ اس وجہ سے اس کا نام عام الفیل (یعنی ہاتھیوں والا سال) پڑ گیا۔ (اکیڈمی)

(۲) عبدالمطلب۔

تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے، مگر راستے ہی سے واپس آ گئے۔ جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔

۲۵ سال کی عمر پوری ہونے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ ۳۵ سال کی عمر تھی جب قریش میں کعبہ کی عمارت پر جھگڑا ہوا[1] سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین جان کر منصف بنایا۔

نبوت (40 سال 1 دن)

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی وحی آئی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ خدیجہؓ (بیوی) علی مرتضیٰؓ (بھائی عمر ۱۰ سال) ابو بکر صدیقؓ (دوست) زید بن حارثہؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) فوراً مسلمان ہوئے۔

پھر حضرت صدیقؓ کی ہدایت سے عثمان غنیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ، زبیرؓ مسلمان ہوئے۔ ابو عبیدہؓ، ابو سلمہؓ، ارقمؓ عثمان بن مظعونؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ، عبیدہ بن الحارثؓ، سعید بن زیدؓ، یاسرؓ عمارؓ، بلالؓ

---

[1] آپ کی عمر کا پینتیسواں سال تھا جب قریش نے نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ وجہ یہ تھی کہ کعبہ صرف قد سے کچھ اونچی چار دیواری کی شکل میں تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے ہی اس کی بلندی 9 ہاتھ تھی اور اس پر چھت نہ تھی۔ جس کی بنا پر کچھ چوروں نے اس کے اندر رکھا ہوا خزانہ چرا لیا۔ اس کے علاوہ عمارت بھی بوسیدہ ہو چکی تھی۔ دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ چنانچہ قریش نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔ (اکیڈمی)

ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماءؓ (ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی) پھر فاطمہؓ (عمر فاروقؓ کی بہن) تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلم کھلا سکھلانے لگے۔ جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔

مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے۔ وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بڑی تکلیفیں سہتے رہے۔ پھر انہوں نے تنگ آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کرلیا۔

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا (5 نبوت)

رجب ۵ نبوت میں سب سے پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ گھر بار چھوڑ کے اپنی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کے حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوطؑ پیغمبر کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے۔ جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔ انہیں سمندر تک ۵ عورتیں اور ۱۲ مرد مزید جا ملے۔ ان کے پیچھے بہت مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔

۶ نبوت کو حمزہ رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) اور ان سے تین

دن پیچھے حضرت عمر فاروق ﷛ مسلمان ہوئے۔

مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

۷ نبوت کو قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین اور رشتہ ناطہ بند۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ (شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ پہاڑی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے، تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

۱۰ نبوت (۵۰ سال)

آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے گئے جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے۔ حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے۔ لہو بہہ بہہ کر جوتوں میں جم جاتا پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہو جاتا۔

ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر

گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش آیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔ (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا۔)

۱۱ نبوت (۵۱ سال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستوں، گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے افراد کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر آ رہے تھے۔ رات پڑ چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ ادھر گئے وہاں مدینہ کے ۶ آدمی ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا وہ مسلمان ہو گئے۔

۱۲ نبوت (۵۲ سال)

① ۲۷ رجب کو ۵۱ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر پڑھی جاتی تھیں۔

② موسم حج میں ۱۸ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو بھی بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک

زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سے لوگ ایک ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

۱۳ نبوت (۵۳ سال)

① ۲ عورتیں ۷۳ مرد مدینہ سے آئے اور انہوں نے اسلام کی بیعت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ اسلام پر پکے رہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

② جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

ہجرت (۵۳ سال)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر تین دن رات تک غارِ ثور کے اندر رہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ دوشنبہ یکم ربیع الاول ۱ھ کو غار سے نکلے۔ دو اونٹ سفر کے لئے موجود تھے۔ ایک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے، دوسرے اونٹ پر عامر بن فہیرہ (صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام) اور ایک راستہ کا واقف شخص تھا اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔

جب دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کا سنا تو انہوں نے

بڑے بڑے انعام مقرر کئے اس شخص کے واسطے جو آنحضرت ﷺ کو پکڑ کرلائے یا سر کاٹ لائے۔

انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ پیچھے لگے، مگر دو شخص حضور تک پہنچے۔ سراقہ بن مالک یہ تو اپنے قصور کی معافی لے کر واپس آ گیا۔

بریدہ اسلمی اس کے ساتھ ۷۰ سوار بھی تھے۔ یہ چہرۂ مبارک کو دیکھتے اور کلام پاک سنتے ہی مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ آگے کو چلے گئے۔

۱ھ یا ۱۴ نبوت (۵۴ سال)

(۱) آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی اللہ کی عبادت کے واسطے مسجد بنائی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت پر کھجور کے پتے ڈالے گئے۔

(۲) ظہر، عصر، عشاء کی نمازیں اب تک دو دو رکعت تھیں۔ یہاں چار چار رکعتیں مقرر ہوئیں

(۳) مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے طے ہوئے۔

(۴) جو مسلمان مکہ سے آئے تھے (مہاجرین) ان کا مدینہ کے رہنے والے مسلمانوں (انصار) سے بھائی چارہ (مواخات) قائم کیا گیا۔ یہ دینی بھائی سگے بھائیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اپنی جائیدادیں برابر بانٹ لیتے تھے۔

۲ھ یا ۱۵ نبوت (۵۵ سال)

(۱) نماز کے لئے اذان دینے لگے۔

② اللہ کے حکم سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھا کرتے تھے۔

ماہِ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

۳ھ یا ۱۶ نبوّت (۵۶ سال)

زکوٰۃ فرض ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مالدار مسلمان سال کے بعد اپنی کمائی میں سے چالیسواں حصہ غریبوں کو ضرور خیرات دیا کرے۔

۴ھ یا ۱۷ نبوّت (۵۷ سال)

مسلمانوں پر شراب کا پینا حرام ہوا۔

۵ھ یا ۱۸ نبوّت (۵۸ سال)

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔

۶ھ یا ۱۹ نبوّت (۵۹ سال)

آنحضرت ﷺ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ آئے جب مکہ سے ۷ کوس پرتھے تو قریش نے آنحضرت ﷺ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ آنحضرت ﷺ ٹھہر گئے۔ مگر یہاں ٹھہرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ قریش کے ساتھ عہد (ان باتوں پر) ہوگیا۔

① دس برس تک صلح (معاہدہِ امن) رہے گی۔ آپس میں آنا جانا، لین دین جاری رہے گا۔ جو قبیلہ چاہے مسلمانوں سے مل جائے جو چاہے قریش سے ملا رہے۔

(۲) مسلمان اگلے سال آ کر کعبہ میں نماز پڑھ سکیں گے۔

(۳) اگر قریش کا کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس جا پہنچے تو اسے قریش کے پاس واپس بھیج دیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ پچھلی بات سن کر مسلمان گھبرا اٹھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ہنس کر اسے بھی منظور فرمالیا۔

قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہوگا لیکن ابھی عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل (جو مکہ والوں کی طرف سے عہد کرنے آیا تھا) کا بیٹا ابو جندل رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گیا۔ یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ قوم نے قید کر رکھا تھا۔ اب موقع پر بھاگ آیا تھا۔ لوہے کی زنجیر ابھی اس کے پاؤں میں تھی۔ سہیل نے کہا کہ معاہدہ کے موافق اسے واپس کر دو۔

مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے اس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔

نبی ﷺ نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کو پھر قید میں ڈال دیا۔ اس نے جیل ہی میں اسلام سکھانا شروع کر دیا اور اس طرح ۳۰۰ آدمی ایک سال کے اندر مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے۔ ہر شخص جسے تھوڑی بہت سمجھ ہے اس بات سے جان سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور اسلام کی خوبی کس طرح دلوں کو اپنا بنا رہی تھی۔ کہ عزیزوں پیاروں کی جدائی، وطن کی دوری تکلیفوں کا ڈر۔ قید کا

دکھ بھی لوگوں کو مسلمان ہونے سے نہیں روک سکا۔

٦ ھ میں نبی ﷺ نے اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر بھیجے۔ ان کو اسلام لانے کی ہدایت فرمائی۔

جن کی تفصیل یہ ہے

① حبش کا بادشاہ اصحمہ نجاشی تھا وہ حضور ﷺ کے خط پر مسلمان ہو گیا

② بحرین کا بادشاہ منذر تھا مسلمان ہوا۔ اس کی بہت سی رعایا بھی مسلمان ہو گئی۔

③ عمان کا بادشاہ جیفر تھا وہ اور اس کا بھائی مسلمان ہوئے۔

④ خسرو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس نے حضور ﷺ کا مراسلہ چاک کر دیا اور یمن کے حاکم کو لکھا کہ آنحضرت ﷺ کو قید کر کے بھیج دے۔ حاکم کا نام باذان تھا۔ اس نے نبی ﷺ کے ٹھیک ٹھیک حال معلوم کیے اور مسلمان ہو گیا۔ ملک بھی مسلمان ہو گیا۔

⑤ اسکندریہ کا بادشاہ مقوقس تھا، مسلمان نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے قیمتی قیمتی تحفے بھیجے۔

⑥ ملک شام کا حاکم حارث تھا، مسلمان نہ ہوا۔

⑦ ملک یمامہ کا حاکم ہوذہ تھا، اسلام نہ لایا۔

⑧ روم کا قیصر ہرقل تھا۔ اس نے پہلے تو آنحضرت ﷺ کے حالات معلوم کیے۔ پھر اپنے دربار سے کہا کہ مسلمان ہو جانا چاہیے۔ پھر جب اس

نے دیکھا کہ سردار لوگ نہیں مانتے اور سارا دربار بگڑ جانے کو تیار ہے تو ڈر گیا کہ میرا تخت بھی نہ جاتا رہے اس لئے مسلمان نہ ہوا۔

قیصر نے آنحضرت ﷺ کے اس طرح حالات دریافت کئے تھے حکم دیا کہ جو کوئی شخص مکہ سے آیا ہو یا شام میں ملے اسے دربار میں حاضر کیا جائے۔

تلاش کرنے والوں کو ابوسفیان اموی ملا۔ اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے کئی لڑائیاں بھی لڑ چکا تھا اور ان دنوں میں بھی وہ حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ اسے شہر ایلیا میں لے گئے دربار سرداروں سے بھرا ہوا تھا اور ہرقل تاج پہنے بیٹھا تھا۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ پوچھو کہ تم میں سے کون شخص قریبی ہے اس شخص کا جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے۔

ابوسفیان: میں قریبی ہوں۔

قیصر : کیا قرابت ہے۔

ابوسفیان: وہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ قافلہ میں میرے سوا اور کوئی عبد مناف کی نسل سے نہ تھا۔

قیصر: اسے آگے بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے کندھے کے برابر کھڑا کر دو۔ میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا۔ ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو بتلا دیں۔

ابوسفیان کہتا ہے کہ مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھی مجھے جھٹلائیں گے، نہیں تو میں بہت باتیں بناتا۔

قیصر: اس کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ عالی نسب ہے۔

قیصر: کسی اور نے بھی پہلے ایسا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: اس شخص پر کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: سردار لوگ اس کا مذہب مان رہے ہیں یا غریب لوگ؟

ابوسفیان: غریب لوگ۔

قیصر: وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھ رہے ہیں۔

قیصر: کوئی شخص بیزار ہو کر اس کے دین کو چھوڑ بھی دیتا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے۔؟

ابوسفیان: نہیں۔ ہاں اب ہمارا عہد ہوا ہے اور ڈر ہے کہ وہ توڑ دے گا۔

(ابوسفیان کہتا ہے کہ میں اتنی بات سے زیادہ کوئی ایسی بات نہ کہہ سکا جس

سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی ہوئی اور میرے ساتھی مجھے نہ جھٹلاتے۔)

قیصر: کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی؟

ابوسفیان: ہاں

قیصر: پھر کیا نتیجہ رہا؟

ابوسفیان: کبھی وہ جیتا اور کبھی ہم۔

قیصر: اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ باپ دادا کے ٹھاکروں۔ بتوں کی پوجا نہ کرو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ دو۔ پرہیزگار رہو، عہد پورا کرو اور امانتیں ادا کرو۔

قیصر نے ترجمان سے کہا۔ اسے بتلا دو۔

تو کہتا ہے کہ وہ عالی نسب ہے، بے شک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اسی کی ریس (نقل) کرتا ہے۔

تو کہتا ہے...... کہ دعویٰ سے پہلے کوئی بھی اسے جھوٹا ہونے کی تہمت نہ دیتا تھا۔ تو اب یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جس شخص نے کبھی انسان پر جھوٹ نہیں باندھا وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگے۔

تو کہتا ہے...... کہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس بہانے سے باپ دادا کا ملک چاہتا ہے۔

تو کہتا ہے..... کہ اس کے مذہب میں غریب مسکین داخل ہو رہے ہیں
بے شک یہی لوگ پہلے پہل نبیوں کو ماننے والے ہوتے ہیں۔
تو کہتا ہے..... کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ بے شک ایمان کی یہی
تاثیر ہے کہ وہ بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک وہ پورا کمال حاصل نہ کرے۔
تو کہتا ہے..... کہ اس کے دین سے کوئی بیزار نہیں ہوتا۔ بے شک ایمان کی
یہی حالت ہے کہ جب دل کے اندر جا پہنچتا ہے تو پھر دل سے جدا نہیں ہوتا۔
تو کہتا ہے..... کہ وہ کبھی عہد سے نہیں پھرتا۔ بے شک نبی ایسے ہی ہوا
کرتے ہیں۔
تو کہتا ہے..... کہ ہم میں جنگیں ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ وہ غالب رہا ایک
دفعہ ہم۔ ہاں نبیوں کی بھی آزمائش ہوتی ہے، مگر آخر نبی کی فتح ہوتی ہے۔
تو کہتا ہے..... کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرنے کو اور شرک نہ کرنے کو
کہتا ہے وہ باپ داداؤں کے جھوٹے معبودوں سے روکتا ہے۔ نماز سچائی۔
پرہیزگاری، وفائے عہد، ادائے امانت کا حکم دیتا ہے۔ بیشک نبی کے یہی
طریقے ہوتے ہیں۔
قیصر نے پھر کہا میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ
گمان نہ تھا کہ وہ ملک عرب میں ہوگا۔
دیکھ! اگر تیرے جواب سچے ہیں تو وہ اس جگہ کا بھی مالک بن جائے
گا۔ جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں۔
کاش میں اس تک پہنچ سکتا۔ کاش میں اس کے پاؤں دھویا کرتا؟ ۲ھ

کے بعد اور بھی بہت سے رئیس مسلمان ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے پہلے اسلام کی بابت سنا۔ پھر خود بھی پڑتال کی اور جب سچائی کا پتہ لگ گیا۔ تب مسلمان ہوئے۔ مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) ثمامہ والی نجد ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

(۲) جبلہ شاہ غسان بھی ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

(۳) فروہ بن عمر خزائی، قیصر کی طرف سے ملک شام کا گورنر تھا۔ ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

جب قیصر نے سنا کہ وہ مسلمان ہو گیا تو فروہ کو بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے۔ وہ نہ مانا۔ قیصر نے قید کر لیا۔ پھر بھی وہ پکارا رہا۔ تب پھانسی پر چڑھا دیا۔ وہ پھانسی پر چڑھتا ہوا بھی شکر کرتا تھا کہ اسلام پر مر رہا ہے۔

(۴) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔

(۵) عثمان بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ۔

(۶) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور سردار تھے۔ خود مدینہ پہنچے اور ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔

(۷) مشہور دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بڑا بہادر نامی سردار تھا ۸ھ میں مسلمان ہوا۔

(۸) عدی اپنے علاقہ کا رئیس تھا مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ بڑا بہادر تھا۔ ۹ھ میں مسلمان ہوا۔

(۹) اکیدر دومۃ الجندل کا والی تھا مسلمان ہوا۔

⑩ ذی الکلاع۔ یہ طائف اور کچھ حصہ یمن اور قبائل حمیر کا بادشاہ تھا۔ اللہ کہلایا اور سجدے کرایا کرتا تھا۔ جب مسلمان ہوا تو سلطنت چھوڑ کر غریبانہ زندگی بسر کرتا رہا۔ ۹ھ میں مسلمان ہوا تھا۔

قبائل کا مسلمان ہونا

بادشاہوں، حکمرانوں کے سوا عرب کے بڑے بڑے قبیلے جو اسلام کی ہدایت سے دل کے شوق اور محبت سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت کو دور دور سے مدینہ آئے، وہ بھی بہت ہیں۔ ان کے حالات کتاب "رحمۃ للعالمین" میں پڑھنا چاہیے۔

۸ھ یا ۲۰ نبوت (۶۰ سال)

مکہ جہاں سے کافروں نے آنحضرت ﷺ کو نکالا تھا۔ جہاں کسی غریب مسلمان کا زندہ رہنا مشکل تھا۔ جہاں اسلام کی بات کرنا بھی کسی کو آسان نہ تھا۔ اس سال فتح ہوگیا...... کعبہ جہاں ۳۶۰ بت رکھے تھے، بتوں سے پاک ہوا اور جس کام کے لئے یہ مسجد چار ہزار سال پہلے بنائی گئی تھی یعنی خدائے واحد کی عبادت کے لئے۔ اب وہی اس میں جاری ہوئی۔

۹ھ یا ۲۱ نبوت (۶۱ سال)

❶ اس سال حج فرض ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنایا۔ اور کئی سو مسلمانوں نے حج ادا کیا۔

۴ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میدان حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعلان کیا کہ آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہوگا۔ کوئی عورت یا مرد ننگا ہوکر کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جن لوگوں نے عہد شکنی کی ہے۔ ان کے ساتھ کوئی عہد باقی نہ سمجھا جائے گا۔

غزوات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آ بسے تھے۔ تب دشمنوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھائی کی تھی۔ چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا۔ پھر انہوں نے بھی کئی دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آور فوجوں کو تتر بتر کیا۔ یہ جھگڑے ۲ھ سے شروع ہوئے اور ۹ھ تک سات سال رہے۔ مشہور مشہور غزوات یہ ہیں۔

۱ غزوۂ بدر ۲ھ ۲ غزوۂ احد ۳ھ ۳ غزوۂ خندق ۵ھ ۴ غزوۂ خیبر ۵ھ ۵ غزوۂ فتح مکہ ۸ھ۔ ۶ حنین ۸ھ ۷ تبوک ۹ھ۔ [1]

۱۰ھ یا ۲۲ نبوت (۶۲ سال)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمان شامل حج تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اسلام کے سارے اصول

---

[1] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آٹھ سالہ معرکوں کے کل مقتولین کی تعداد صرف 842 ہے۔ اس عرصہ میں دس لاکھ مربع میل پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ انہی معرکوں میں فتح مکہ جیسا عظیم معرکہ بھی ہے۔ دنیا کی جنگی تاریخ جس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ اس میں صرف 2 مسلمان شہید ہوئے اور 12 مشرکین قتل ہوئے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد اور شدت پسند کہنے والوں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ صرف جنگ عظیم اول اور دوئم کے مقتولین کی تعداد بالترتیب 85 لاکھ 28 ہزار اور 1 کروڑ 50 لاکھ ہے (اکیڈمی)

سمجھائے، جاہلیت کی رسموں اور شرک کی باتوں کو ملیا میٹ کیا۔ امت کو الوداع کہا۔

۱۱ھ حجۃ الوداع (۶۳ سال ۵ دن)

نبی ﷺ نے ۲۳ برس ۵ دن تک اللہ کے حکم بندوں کو پہنچا کر اللہ کا سچا سیدھا راستہ دکھا کر ۶۳ برس ۵ دن کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن دنیا سے کوچ فرمایا۔ (انّا للّٰہ وانّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

خطبہ

وفات سے ایک مہینہ پہلے سب کو بلا کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! اللہ تم کو سلامتی سے رکھے، تمہاری حفاظت فرمائے، تمہیں بچائے، تمہاری مدد کرے۔ تم کو بلند کرے، ہدایت اور توفیق دے، اپنی پناہ میں رکھے۔ آفتوں سے بچائے۔ تمہارے دین کو تمہارے لئے محفوظ بنائے۔

میں تم کو تقویٰ کی اور اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں.........

امید ہے کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراؤ گے۔ تم کو چاہئے کہ اللہ کے بندوں اور بستیوں میں سرکشی، تکبر اور اکڑ کر چلنے کو نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر انہی کے لئے ہے۔ جو دنیا میں اکڑ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔ فرمایا جو بڑی بڑی حکومتیں تم کو ملیں گی میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ ”مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے، لیکن ڈر یہ ہے کہ تم

دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔''

انتقال سے کچھ دن پہلے پھر سب مسلمانوں کو بلایا۔ انصار و مہاجرین کی بابت ہدائتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص کا حق مجھ پر ہو تو بتا دے''۔ ایک نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایک مسکین کو مجھ سے تین درہم دلائے تھے۔ وہ نہیں ملے یہ درہم آنحضرت ﷺ نے اسی وقت ادا کر دیئے۔

پھر سب لوگوں کے حق میں دعائیں کیں۔

بیماری کے دنوں میں فرمایا۔ ''لوگو! لونڈی غلام کی بابت اللہ کو یاد رکھو۔ ان کو وہی پہناؤ جو خود پہنو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔ نزع کی حالت میں فرمایا۔ ''نماز، نماز، [1] لونڈی غلام کے حقوق۔'' آخری لفظ جو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمائے یہ تھے۔

اللّٰھم بالرفیق الاعلیٰ

---

[1] نماز...... وہ فریضہ ہے جو جنگ ہو یا امن، سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا تندرستی، مسلمان کو کسی صورت بھی معاف نہیں ہے۔ حکم ہے اگر کھڑے ہو کر سکت نہیں تو بیٹھ کر پڑھ لے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو اشاروں سے ادا کرے...... لیکن معافی نہیں ہے۔...... نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری الفاظ نماز کی تاکید کے تھے۔ افسوس کہ مسلمانوں میں نہایت قلیل تعداد نمازی ہے۔ کیا ہمارا اسلام فقط کلمہ پڑھ لینے اور بچے کے کان میں اذان دینے تک ہی محدود ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے مومن اور کافر کے درمیان حد فاصل نماز کو قرار دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

کنبہ کے حالات

نبی ﷺ کے ۹ چچا تھے ...... ان میں حمزہ رضی اللہ عنہ (ان کا لقب اسد اللہ ورسولہ اور سید الشہداء ہے) اور عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ابوطالب (علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔) آنحضرت ﷺ کے فدائی اور ناصر تھے۔

۶ پھوپھیاں جن میں سے صفیہ رضی اللہ عنہا (زبیر بن العوام کی ماں) مسلمان ہوئیں۔ غلام: ۱۲، سب کو آزاد فرمایا۔

لونڈیاں: ۳ ان میں ایک ام ایمن تھی۔ جس نے حضور ﷺ کو گود کھلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

بیٹے ۳: قاسم، [۱] عبداللہ، ابرہیم [۲]، سب بچپن ہی میں فوت ہوئے۔

بیٹیاں: ❶ زینبؓ ان کے شوہر ابوالعاص بن ربیع تھے۔ ❷ رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ [۳] ❸ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے شوہر بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوا تھا۔

---

(۱) ان ہی کے نام پر آنحضرت ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

(۲) ان کا لقب طیب وطاہر ہے۔ (۳) حضرت عثمانؓ کو اسی لئے ذوالنورین (دونوروں والا) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح میں آئیں۔

۴ فاطمہ رضی اللہ عنہا[1] ان کے شوہر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ ان ہی کے بطن سے ہیں۔ [2]

بیویاں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک بیوی کا لقب اللہ کے حکم سے ام المومنین (مومنوں کی ماں) ہے۔ ہر ایک کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے شادی کی درخواست خود کی تھی۔ ابراہیم کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل اولاد ان ہی سے ہے ان کی سچائی اور غمگساری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے رہے۔ دس نبوت کو وفات ہوئی۔

حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا

یہ اپنے پہلے شوہر سکران کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں۔ ان کی ماں بھی مسلمان ہوگئی تھی۔ پھر تینوں ہجرت کرکے حبش چلے گئے وہاں ان کا شوہر مر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنا نکاح ۱۰ھ نبوت میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کر لیا۔ (۵۴ھ میں وفات پائی)

---

[1] بتول لقب زہرا علم، سیدۃ النساء خطاب۔ ان کو اپنی بہنوں پر اس لئے فضیلت ہے کہ صرف ان کی نسل دنیا میں باقی رہی۔

[2] حضرت امام حسنؓ نصف رمضان ۳ھ امام حسینؓ ۵ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دل و جان زر و مال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خدمت ایسی کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں سب کی خدمتوں کا بدلہ دے چکا ہوں۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمتوں کا صلہ اللہ ہی دے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی چاہی اور کہا کہ میری زندگی بھر کی تین آرزوئیں ہیں اور ایک یہ ہے کہ میری بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار کی غرض کو اللہ پاک کے فرمانے سے منظور کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۲ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آئیں۔ جیسے باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی تھیں، بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ و فاضلہ ہوئی کہ بڑے بڑے صحابہ علم کی مشکل باتیں ان سے پوچھا کرتے تھے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی روایت ان سے ہے۔ (۵۷ھ میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ ہجرت حبش کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ، ان کا شوہر غزوہ احد میں زخمی ہوا اور انہی زخموں سے فوت ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں شادی کر لی۔ یہ اللہ کی بندی حد درجہ عبادت گزار تھی۔

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے، پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد تھے۔ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ۳ھ میں نکاح کرلیا۔ وہ نکاح کے بعد صرف تین مہینے زندہ رہیں۔ یہ بی بی غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں۔ کہ ان کا لقب ''ام المساکین'' پڑ گیا تھا۔ (۴ھ میں شہادت پائی)

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح ابوسلمہ عبد بن الاسد سے ہوا تھا۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور دودھ کے بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت حبش کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ۔ مکہ سے مدینہ تک تنہا سفر کیا تھا۔ ابوسلمہ نے جنگ احد کے زخموں سے وفات پائی تھی۔ چار بچے یتیم چھوڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ھ میں نکاح کرلیا۔ (انہوں نے تمام امہات المومنین سے آخر میں ۵۹ ہجری میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کا نکاح کوشش کر کے آزاد کئے ہوئے غلام زید رضی اللہ عنہ سے کرا دیا تھا۔ لیکن شوہر کی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہ بنی اس نے بیوی کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو سمجھایا بھی بہت کہ بیوی کو نہ چھوڑے۔

زینب رضی اللہ عنہا کی اس مصیبت کا بدلہ اللہ نے یہ دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح ۵ ھ میں کر دیا۔

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یکا یک زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا تھا۔اس لئے منہ بولے بیٹے سے چھڑوا کر اپنا نکاح اس سے کیا۔ یہ لوگ تین باتیں بھول جاتے ہیں۔

۱ زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے پلی اور بڑھی، ان کی شکل وصورت کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چھپی نہ تھی۔

۲ ان کا پہلا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سعی سے کرایا تھا۔

۳ اسلام متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنانے کو باطل ٹھہراتا ہے۔ (تمام امہات المومنین سے قبل ۲۰ ہجری میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ وہ بیس سالہ جوان تھے۔ مگر انہوں نے کچھ روپیہ ان سے طے کر لیا۔ (مکاتب

کردیا) جس کے ادا کرنے سے وہ چھوٹ جاتی۔ جویریہ چندہ مانگنے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آئی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوچکی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا سارا روپیہ ادا کردیا۔ (آزاد ہوگئی) پھر فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرلوں۔ (یہ اس خیال سے فرمایا کہ اگر اور اسیر آئے انہوں نے بھی چندہ مانگا تو کیا کیا جائے گا۔) جب لشکر نے یہ سنا کہ یہ قیدی اب آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو انہوں نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس چھوٹی سی تدبیر سے آنحضرت ﷺ نے ایک سو سے زیادہ انسانوں کو لونڈی غلام بنائے جانے سے بچالیا۔ یہ نکاح ۵ھ میں ہوا۔

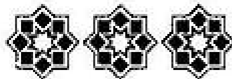
ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ابوسفیان اموی کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کا باپ نبی ﷺ کے ساتھ لڑائی کررہا تھا۔ یہ مسلمان ہوئی تھیں اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لے کر حبش کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جاکر ان کا شوہر مرتد ہوگیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی بی بی کے لئے یہ کتنی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان قبیلہ اور اپنا ملک، وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا۔ اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی ﷺ نے ایسی صابرہ کے ساتھ ۵ھ میں خود نکاح کرلیا۔ یہ نکاح حبش ہی میں پڑھا گیا تاکہ ام حبیبہ کی مصیبتوں کا خاتمہ جلد ہوجائے۔ (۴۰ ہجری میں فوت ہوئیں)

حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا

ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ ایک بہن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور ایک بہن حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی اور ایک بہن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ماں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کے کہنے پر ۷ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سب نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکے تھے۔ جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ، (بشرط عدل) تک مقرر کی گئی ہے۔ (۵۱ھ میں وفات ہوئی)



اگر طاقت کے باوجود نہ روکیں تو......؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو قوم گناہوں میں مبتلا ہو جائے اور ان میں اسے روکنے کی قدرت والے بھی موجود ہوں اور وہ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ جل شانہ ان سب کو اپنی طرف سے عذاب میں مبتلا کر دیں۔'' (ترمذی)

خلق محمدی ﷺ

نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ نے مجھے اس لئے نبی بنایا ہے کہ میں پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی تکمیل کروں۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا۔ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ فرمایا:

قرآن مجید ان کا خلق ہے..... مطلب یہ ہے کہ درخت پھل سے اور انسان اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔ تم قرآن مجید سے نبی ﷺ کی شناخت کرو۔

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کو رحمۃ للعالمین کہا ہے اور زمانہ کی سچی تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور ﷺ کا وجود بالکل رحمت تھا۔

ایک حدیث سے نبی ﷺ کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ شاہد خلق ہیں۔ حکم ماننے والوں کو خوشخبری سناتے اور نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ انجانوں کی پناہ۔ اللہ کے بندے اور رسول سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔ نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت۔ چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔ ان کا کام قوم اور مذہب کی خامیوں کو درست کر دینا ہے اور ایک خدائی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں بہروں کو کان دیتی

ہے اور غافل دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے۔ ہر ایک خوبی سے آراستہ ہر ایک خلق کریم سے عطا یافتہ۔ سکینہ ان کا لباس ہے، نکوئی ان کا شعار ہے۔ ان کا ضمیر (پاک دل) تقویٰ ہے۔ ان کا کلام حکمت ہے۔ صدق ووفا ان کی طبیعت ہے۔ عفو و احسان ان کی عادت ہے۔ عدل ان کی سیرت ہے سچائی ان کی شریعت ہے اور ہدایت ان کی راہ نما ہے۔ ملت ان کا اسلام ہے اور احمد ﷺ ان کا نام ہے۔

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔ گمناموں کو رفعت دینے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعہ پھوٹ کی بجائے جمعیت بخشی۔ پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔ گوناگوں خواہشوں اور بوقلموں قوموں کو وحدت ارزانی فرمائی۔ ان کی امت بہترین امت ہے، اس کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔

صبر و حلم

1 طائف والوں نے نبی ﷺ کو پتھر مار کر زخمی اور بے ہوش کر دیا تھا۔ فرشتہ نے آ کر کہا حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں! فرمایا: نہیں نہیں اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔

2 ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آنحضرت ﷺ کا گریبان آ کر پکڑ لیا کہ میرا قرض ادا کر دو۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ گستاخ قتل ہونا چاہئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ نہیں تم

مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتلاؤ۔ پھر اسے ہنس کر فرمایا۔ ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔

۳ ایک گنوار نے پیچھے سے آ کر زور سے آنحضرت ﷺ کی چادر کھینچی۔ گردن سرخ ہو گئی۔ نبی ﷺ نے لوٹ کر دیکھا تو وہ بولا کہ میری مدد کرو۔ میں غریب ہوں۔ فرمایا۔ ایک اونٹ جو کا۔ ایک کھجور کا لاد دو۔

ادب اور تواضع

① لوگوں کے اندر پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے۔

② اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑے ہونے سے روکا کرتے

③ دست مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا تو آپ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

④ کسی کی بات نہ کاٹتے۔

⑤ سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا سوار کرا لیتے یا واپس کر دیتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ خچر پر بلا پالان سوار تھے۔ میں مل گیا۔ فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں حضور ﷺ کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ آپ تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور ﷺ کو گرا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا۔ میں پھر نہ چڑھ سکا اور حضور ﷺ کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا۔ حضور ﷺ کو کہاں تک گراؤں گا۔

جود وسخاوت

سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو سوالی سے عذر کرتے۔ جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

ایک نے آکر سوال کیا۔ فرمایا میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ سے کر گئے۔ ایک نے پاس سے کہہ دیا کہ اللہ کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

شرم وحیا

1. ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔
2. اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے، مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔
3. کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے جو پسند نہ ہوتا تو اس کا نام لے کے کچھ نہ فرماتے عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے

مہربانی اور محبت

1. نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے
2. ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے
3. فرمایا میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو، میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف

سے میری صاف دلی میں فرق آ جائے۔

❹ وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے، تا کہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ ①

❺ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات امت کے لئے دعاء کیا کرتے اور زار و قطار روتے۔

صِلہ رحم

❶ فرمایا میرے دوست تو ایمان والے ہیں، لیکن رحم سب کے ساتھ ہے۔

❷ ایک جنگ میں ایک عورت پکڑی آئی۔ اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی دایہ حلیمہ سعدیہ کی بیٹی ہوں۔ نبی ﷺ نے اپنی چادر اپنے اوپر سے اتار کر اس کے لئے بچھا دی۔

❸ مکہ والوں نے حضور ﷺ کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دکھ اور رنج دے دے کے وطن سے نکالا تھا۔ بیسیوں سچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ کہ

---

① علمائے کرام جو وارثانِ علم نبوت ہیں کو آنحضرت ﷺ کے اس اسوۂ حسنہ پر ضرور غور کرنا چاہئے جو صبح و شام بغیر پڑوسیوں اور اہل محلہ کا خیال کئے۔ سپیکر پر درس و وعظ کرتے رہتے ہیں۔ کئی لوگ علمائے کرام کے اسی ''نیک عمل'' کی وجہ سے مسجد کے پڑوس سے دور بھاگتے ہیں۔ گھنٹوں کے حساب سے جمعۃ المبارک کا خطبہ دینے والے خطیب یہ بھی غور کریں کہ جب خطبہ شروع کرتے ہیں تو حاضری بھی نہیں ہوتی۔ نماز کھڑی ہونے کے قریب مسجد بھر جاتی ہے...... اور جن مساجد میں خطباء مختصر خطبہ دیتے ہیں۔ وہاں نمازی امام سے قبل پہنچ جاتے ہیں۔ علمائے کرام کو اسوۂ حسنہ کی یہ باتیں سناتے وقت اپنا محاسبہ ضرور کرنا چاہئے۔ خطیب حضرات اور علمائے کرام کے لئے اردو زبان کی بے مثال کتاب ''جمعۃ المبارک (احکام، مسائل آداب)'' ناشر...... طارق اکیڈمی کا مطالعہ یقیناً ایک اچھا خطیب بننے میں معاون ثابت ہوگا۔ (اکیڈمی)

کیوں یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور ﷺ نے سب کو بلا کے کہہ دیا کہ تمہارے سب قصور معاف کیے جاتے ہیں۔

عدل واعتدال

❶ جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے...... اگر کسی کا حضور ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو وہاں رحم فرماتے۔

❷ مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہؓ بن زید سے (جو نبی ﷺ کو بہت پیارے تھے) سفارش کرائی۔ فرمایا کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا کرتی تو میں حد لگاتا۔

❸ اعتدال کی بابت حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ خیر الامور اوسطھا۔ اس سے ہر ایک بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق وامانت

① جانی دشمن بھی حضور ﷺ کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

② بچپن ہی سے سارا ملک حضور ﷺ کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

③ ایک دن ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیرے دین پر میرا دل ہی نہیں جمتا۔

④ جس رات نبی ﷺ گھر سے مدینہ کے لیے نکلے تھے۔ دشمنوں

نے اس رات حضور ﷺ کے قتل کا سامان پورا بنایا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے پیارے بھائی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں وہ واپس دے کر آ جانا۔

عفت و عصمت

❶ نبی ﷺ نے فرمایا۔ مکہ میں لوگ کہانیاں کہا کرتے تھے۔ مجھے بھی سننے کا شوق ہوا۔ اس وقت میری عمر دس برس سے کم تھی میں اس ارادہ سے چلا۔ راستہ میں آرام کے لئے ذرا بیٹھ گیا۔ وہیں نیند آ گئی۔ جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی۔

❷ اسی عمر کا ذکر ہے کسی کے ہاں بیاہ تھا۔ عورتیں گا رہی تھیں۔ دف بجتی تھی۔ میں سننے کے لئے چلا۔ چلتے چلتے نیند نے غلبہ کیا۔ سو گیا دن نکلتے اٹھا۔
ان دونوں باتوں کے سوا کبھی کسی مکروہ کام کا میں نے ارادہ بھی نہیں کیا

زہد

❶ نبی ﷺ کی دعا تھی الٰہی ایک دن بھوکا رہوں ایک دن کھانے کو ملے بھوک میں تیرے سامنے گڑ گڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر ادا کیا کروں۔

❷ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ کا کنبہ مہینہ دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گزارہ کرتا۔ چولہے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

❸ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا۔

❹ ۔۔۔ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر

صرف ٹاٹ تھا۔ اسے دوتہہ کر کے بچھا دیا جاتا ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔ فرمایا بستر نرم ہوگیا۔ پھر ایسا نہ کرو۔

۵ ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں جوکی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی، اس رات صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کیلئے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

۷ وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ یہودی کے پاس تھی۔ جو اناج کے بدلہ گروی تھی۔ (۱)

۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زہد خود فرماتے۔ ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ سے جھلسے ہوئے چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے اور ایک لونڈی مانگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کو خوب یاد کیا کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔

۹ دعا فرمایا کرتے الٰہی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اتنا دے جسے پیٹ

---

(۱) سادگی: نبی اکرم ﷺ کی کیسی کہ آخری وقت میں دس لاکھ مربع میل کی سلطنت اسلامی کے حکمران ہیں مگر پھر بھی پوری زندگی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور مالی حالت یہ ہے کہ اناج کے بدلہ میں زرہ ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کیا ہمارے لئے سیرت رسول نمونہ نہیں۔ مگر افسوس کہ ہم اسوۂ رسول ﷺ کو بھول گئے۔ عوام تو اپنی جگہ، علمائے کرام بھی نمونہ نبوی کو ترک کر کے دنیا کی لذتوں اور عیش پرستی میں غرق ہو چکے ہیں۔ (اکیڈمی)

میں ڈال لیں۔

✿ زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔

عبادت

① نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا: کیا اب میں اس کا شکر نہ کروں؟ [1]

② سجدہ میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والوں کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

③ مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

④ آیت رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیت عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

⑤ کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے، اوروں کو ایسے روزہ سے منع کرتے۔

عام برتاؤ

✿ سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے۔

---

[1] یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز ہے اور خود ہماری یہ حالت ہے کہ نوافل کو ثانوی حیثیت دے کر بھول چکے ہیں، جو بندے کو رب کے قریب کرتے ہیں اور قیامت کے دن فرائض کی کوتاہی نوافل سے پوری کر دی جائے گی اور نوافل کے ادا کرنے کے باعث حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے، نوافل تو رہے درکنار ہم تو فرائض کو ترک کر چکے ہیں۔ (اکیڈمی)

۲ یتیموں کو پالتے۔ رانڈوں کی مدد کرتے۔

۳ غریبوں مسکینوں سے پیار کرتے۔ ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

۴ سفید زمین پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی سامان امتیاز پسند نہ فرماتے۔

۵ لونڈی غلام بھی بیمار ہو جاتے تو خود جاتے اور ان کی خبر لیتے۔

۶ کوئی مسلمان مر جاتا، اس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اس کا قرض دفن کرنے سے پہلے ادا کرتے۔

۷ کوئی مخلص مرتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں خود شامل ہوتے۔

۸ منافق لوگ سامنے آ کر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت ﷺ کبھی ان سے بدلہ نہ لیا کرتے۔

۹ ایک دفعہ نجران کے عیسائی آ گئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی میں اپنے طریقہ پر نماز پڑھ لیں۔ (۱)

۱۰ جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا میں ذبح اور صاف کر دوں گا۔ ایک بولا میں گوشت کاٹ دوں گا۔ ایک بولا میں پکا دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں لکڑیاں لے آؤں گا۔

عرض کی گئی۔ ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔ حضور ﷺ کیوں

---

(۱) فرقہ پرستی کا زہر پھیلانے والے کس منہ سے اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ہونے کے دعویٰ دار کہتے ہیں...... دوسروں کی مسجدوں میں ان کی نماز نہیں ہوتی...... یہاں عیسائی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہیں اور اپنے طریقہ عبادت سے مسجد نبوی میں عبادت کر رہے ہیں۔...... فرقہ پرستی سے نجات کیلئے...... مکتبہ طارق اکیڈمی...... کی بے مثال کتاب ''فرقہ پرستی اور اسلام'' (ناشر طارق اکیڈمی) کا مطالعہ کریں۔ (اکیڈمی)

تکلیف کریں۔

فرمایا: میں بھائیوں میں نمبردار بننا نہیں چاہتا۔

عفوورحم

① آنحضرت ﷺ کے پیارے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے مارا۔ ناک کان وغیرہ کاٹے۔ کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی کی بابت عرض کیا تو معاف کر دیا۔[1]

② ہبار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی بیٹی زینب کے نیزہ مارا وہ پالان سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا سبب بنا۔ ہبار نے سامنے آکر معافی مانگی، معاف فرما دیا۔

③ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ تلوار ٹہنی سے لٹکا دی۔ ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھالی اور آنحضرت ﷺ کو گستاخی سے جگایا۔ اور پوچھا اب کون تم کو بچائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اللہ'' وہ شخص چکرا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے تلوار اٹھالی۔ فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

④ فرمایا جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے۔ میں ان سب

---

[1] نبی اکرم ﷺ نے رحمۃ اللعالمین ہونے کا کیسا نمونہ پیش کیا کہ اپنی بیٹی، چچا اور اپنے جانی دشمنوں تک کو معاف فرما دیا۔ آج بھی اگر اس نمونہ کو ہم اپنی زندگی میں اپنالیں تو یہ کثیر اختلافات اور لڑائیوں کے وسیع سلسلے ختم ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

باتوں کو مٹاتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ چھوڑتا ہوں اور جن لوگوں سے میرے چچا نے قرض لینا ہے۔ ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں۔

تعلیمات نبوی ﷺ

نبی ﷺ کی پاک تعلیم اعتقادات، عبادات، عادات، معاملات، مہلکات، منجیات، ریاضات، احسانات کے بارہ میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بزرگی اور اسلام کی برتری اسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھلا دینا ہے۔

تہذیب نفس (اپنے آپ کی درستگی)

1. دانا وہ ہے جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ ناداں وہ ہے۔ جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا ہے۔
2. پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو نفس کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔
3. قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔
4. غیر ضروری کام کا چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔
5. مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح مشورہ دینا خیانت ہے۔
6. شر (بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

۷ حیا سراپا خیر ہے (شرم وحیا میں نیکی ہی نیکی ہے)

۸ صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

۹ گذران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔
(سمجھ سوچ کر خرچ کرنا آدھی کمائی کے برابر ہے)

۱۰ تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

۱۱ جو عہد کا پکا نہیں وہ دیندار نہیں۔

۱۲ عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۱۳ مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔

۱۴ جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔

۱۵ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

۱۶ اچھے خلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں

۱۷ تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

۱۸ خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

۱۹ اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو...... ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔

۲۰ جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے اسی طرح بد خلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

(۱) اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ اللہ کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

② سب عملوں سے بہتر عمل نماز کا وقت پر پڑھنا ہے۔ اس کے بعد ماں باپ کی اطاعت۔

③ سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک

رحم (قرابت) رحمٰن سے نکلا ہے۔ جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ اللہ اسے ملاتا ہے۔ جو اسے چھوڑتا ہے، اللہ اس شخص کو چھوڑ دیتا ہے۔

لڑکیوں کا پالنا

① اگر کسی کی تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ اللہ سے ڈر کے ان کی اچھی تربیت کرے وہ بہشتی ہے (خواہ ایک ہو)

② لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اترا وہ دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے ساتھ یوں رہے گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

بادشاہ وقت کی اطاعت

① بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔

② اگر حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو اس کی اطاعت تم پر فرض ہے

(۳) سلطنت کفر سے نہیں جاتی، بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحم دلی

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔

بھیک مانگنے کی برائی

(۱) جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ اپنے لئے آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ اب بہت اکٹھی کر لے یا تھوڑی۔

(۲) سب سے برا آدمی وہ ہے جو اللہ کے واسطے کہہ کر مانگتا ہے اور پھر بھی اسے کچھ نہیں ملتا۔ دیکھو اللہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے مت مانگو۔ اللہ ہی سے مانگو۔

باہمی برتاؤ

(۱) جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(۲) تم اہل زمین پر مہربانی کرو۔ اللہ آسمان پر مہربان ہوگا۔

(۳) ایک مومن دوسرے کے لئے آئینہ ہے۔ اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتلا دو۔

(۴) آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھو۔ جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

(۵) ہنس کر ملنا، نیک بات کہنا، بری بات سے ہٹا دینا، بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا، راستہ میں سے کانٹا پتھر ہڈی ہٹا دینا۔

کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا...... یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔

⑥ سلام کرنا (ہر ملنے والے کو) غریبوں کو کھانا کھلانا، رات کو چھپ کر نماز پڑھنا...... اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔

⑦ جس کا خلق اچھا ہے قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہو گا۔ جس کا خلق برا ہے میں اس سے بیزار اور دور رہوں گا۔ جو لوگ بے ہودہ بکتے، گپیں لگاتے۔ تکبر کرتے ہیں۔ میں ان سے بیزار ہوں۔

⑧ اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبر نہیں لوگوں کو حقیر جاننا، سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبر ہے۔

⑨ سب سے محبت رکھو اسی میں آدھی عقل ہے۔

⑩ یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

علم کی بزرگی

① جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے، اسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

② تم جب تک علم کی تلاش میں ہو اللہ کی راہ میں ہو۔

(۳) علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۴) تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔

(۵) عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔ (۱)

(۶) حکمت ودانائی کو اپنی گمشدہ چیز سمجھو، جہاں مل جائے لے لو۔

(۷) جو کوئی علم چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(۸) جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں ان سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

لونڈی، غلام خادم سے سلوک

(۱) لونڈی غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت بنا دیا ہے جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو وہ اسے برابر کا کھلائے، برابر کا پہنائے طاقت سے بڑھ کر اس سے کام نہ لے، مشکل کام میں اس کو مدد دے۔

(۲) لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑالینا ہے۔

(۳) ایک نے پوچھا خدمت گار کو کہاں تک معاف کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دن میں ستر دفعہ۔

---

(۱) علم کا حصول: دنیا کی تمام کتب سے بڑھ کر قرآن پاک نے غور وفکر اور تدبر پر زور دیا ہے۔ مگر صد افسوس کہ یہی کتاب ہدایت دماغ پر پٹی باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔ مبادا کہیں اس کے کسی لفظ کا مفہوم دماغ کو چھو جائے۔

قرآنِ پاک میں قیامت تک یہ تاثیر رہے گی آج غیر مسلم اس کا ترجمہ پڑھ کر اسلام قبول کر رہے ہیں مگر جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے انہیں علمائے سوء قرآن پاک کے ترجمہ وتفہیم کے قریب بھی نہیں جانے دیتے۔ (اکیڈمی)

دعاء

دعاء بندہ کو خدا سے ملاتی ہے۔ مصیبت میں دل کو تسکین دیتی ہے، فراغت میں غفلت کو دور رکھتی ہے۔ نبی ﷺ نے جو دعائیں ہم کو سکھلائی ہیں ان سے اسلام کی تعلیم بھی معلوم ہو جاتی ہے اور سیاہ دلوں کا زنگ بھی صاف ہوتا ہے۔ جو دعائیں لکھی جاتی ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کو حفظ کر لو اور اللہ سے اسی طرح دعا کیا کرو۔

① میں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف یکسو ہو کر اپنا منہ کرتا ہوں۔ میں اس کے برابر کا کسی کو نہیں سمجھتا۔ میری بدنی عبادتیں اور عملی صدقے میرا جینا، میرا مرنا جہان کے مالک پروردگار کے لئے ہے۔ بے شک مجھے حکم ہے کہ میں کسی کو پروردگار کے برابر نہ سمجھوں اور اپنے سر کو اسی کی درگاہ پر رکھوں۔ اے اللہ، اے بادشاہوں کے بادشاہ، پالن ہار! تیرے سوا کوئی بھی نہیں۔ جس کی بندگی کی جائے۔ میں تیرا بندہ ہوں اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں۔ اب اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔

اے مالک! مجھے برے سبھاؤ اور بدخلقی سے بچا لے۔ بے شک تو ہی مجھے اس سے بچا سکتا ہے۔

میں تیرے حضور حاضر ہوں اور تیرا حکم ماننے کو تیار ہوں۔

اے مالک! بہتری اور نیکی کی سب قسمیں تیرے ہاتھ میں ہیں اور بدی کو تیری طرف لگاؤ نہیں۔

اے مالک! بڑی برکتوں اور بلندیوں والے میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

② الٰہی میں تجھے سجدہ کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ تیرے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں۔ میرا چہرہ اسے سجدہ کرتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور میری صورت بنائی۔ جس نے چہرے کے ساتھ سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں لگائیں۔ اللہ بڑی برکتوں والا ہے۔ پیدا کرنے کی طاقت اس میں اعلیٰ واحسن ہے۔ الٰہی میرا ظاہر میرا باطن تجھے سجدہ کرتا ہے۔ اور میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

③ الٰہی میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ کاروبار میں مجھے استقلال دے اور ارادہ میں نیکی عطا کر مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بجالاؤں۔ الٰہی میرے دل کو عیبوں سے پاک کر دے اور زبان کو سچائی سکھلا دے۔

④ الٰہی میرے دین کو سنوار دے اس میں میرا پورا بچاؤ ہے۔ میری دنیا کو سنوار دے۔ اس میں میری گزران ہے۔

⑤ الٰہی مجھے رزق دے جو پاک ہو، علم دے جس کا نفع ہو، عمل! جسے تو قبول کر لے۔

⑥ الٰہی میں تجھ سے عاجزی، کاہلی، بے ہمتی، بخیلی، حد درجہ کی کمزوری و

ضعیفی اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی میرے دل کو پرہیزگاری دے اسے پاک کر دے۔ تو ہی سب سے بڑھ کر اسے پاک بنا سکتا ہے اور تو ہی میری جان کا والی و کارساز ہے الٰہی جس علم میں نفع نہ ہو، جس دل میں تیری بزرگی نہ ہو، جس نفس میں قناعت نہ ہو، جو دعا قبول نہ ہوتی ہو میں ان سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

⑦ الٰہی ہمارے دلوں میں الفت بھر دے۔ ہماری حالتوں کو درست بنا دے۔ ہم سب کو سلامتی کی راہ پر چلا۔ ہم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھلا۔ الٰہی ہم کو کھلے اور چھپے فحش سے پاک کر دے اور ہمارے کان، آنکھ، دل، بیوی بچوں میں برکت دے۔ تو ہم پر رحمت رکھ اور اپنی نعمت کا شکر گزار بنا۔ ہم تیری نعمت لیتے رہیں اور تیری ثنا بیان کرتے رہیں اور تو ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا فرماتا رہے۔

﴿آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن﴾



محمد سلیمان

سب سے زیادہ محبوب!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے ہیں۔" (صحیح بخاری)

تعارف، مصنف ''مہر نبوت''

علامہ زماں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

(سیشن جج ریاست پٹیالہ)

ریاست پٹیالہ کے ایک غیر معروف سے گاؤں، منصور پور سے علمی دنیا کا کوئی فرد بھی واقف نہ ہوتا۔ اگر اس دور افتادہ سرزمین کی گود میں قاضی محمد سلیمان جیسے مؤرخ زمانہ اور محقق یگانہ نے جنم نہ لیا ہوتا۔ اس پیکر فضل وکمال نے یوں تو متعدد دینی موضوعات پر علم و دانش کے موتی لٹائے لیکن حضور رسالت مآب ﷺ کی مفصل سوانحِ حیات ''رحمۃ للعالمین'' اس کا ایک ایسا بیش بہا علمی کارنامہ تھا جسے نہ صرف مسلم وغیرِ مسلم اصحاب فکر ونظر نے انتہائی پسندیدگی سے دیکھا، بلکہ خود حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے بھی شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اس حقیقت کے شاہد وہ خطوط ہیں جو ''رحمۃ للعالمین'' کی اشاعت کے بعد کچھ ایسے اصحاب کی جانب سے قاضی صاحب کو موصول ہوئے۔ جنہوں نے اس وقت تک کسی ذریعہ سے بھی ''رحمۃ للعالمین'' کا نام نہ سنا تھا اور نہ کوئی اشتہار اس کتاب کی اشاعت کے متعلق ان کے دیکھنے میں آیا تھا، بلکہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے بہ نفس نفیس خواب میں اس کی اشاعت کی بشارت دی۔ بہت کم لوگ اس امر سے باخبر ہوں گے کہ قاضی صاحب ''رحمۃ للعالمین'' کے مسودے کی ترتیب وتسوید کا فریضہ تہجد کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھ کر انجام دیا کرتے

تھے۔شاید یہی وجہ ہے کہ ''رحمۃ للعالمین'' اور ''سیرۃ النبی ﷺ'' کا تقابل کرتے وقت ایک جید عالم دین بے ساختہ فرمانے لگے: ''رحمۃ للعالمین'' (1) کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور ''سیرت النبی ﷺ'' کا دماغ کے ساتھ۔

قاضی صاحب اگر اپنی علمی سرگرمیوں کو ''رحمۃ للعالمین'' تک ہی محدود فرما دیتے تب بھی ان کا نام نامی رسول اللہ ﷺ کے سیرت نگار کی حیثیت سے زندہ جاوید رہتا، لیکن معاملہ یاں نام ونمود کا نہ تھا، انہوں نے دم آخر تک اپنے قلم کو تبلیغ دین کے لئے سرگرم کار رکھا اور ''الجمال والکمال'' ''تفسیر سورہ یوسف'' ''مہر نبوت'' ''عشرہ مبشرہ'' ''سبیل الرشاد'' ''شرح اسماء الحسنیٰ'' (2) اور ''سفرنامہ حجاز'' ایسی اہم اور قابل مطالعہ تصانیف پیش کیں۔

قلم کے ساتھ ساتھ قاضی صاحب کو زبان پر بے پایاں اختیار حاصل تھا۔ان کا انداز بیان دل کش اور دل نشیں اور لہجہ پر وقار ہوتا تھا۔بات اس طریقہ سے کہتے کہ دل و دماغ کو متاثر کرتی۔چنانچہ مشہور آریہ سماجی لیڈر، مہاشہ دھرم پال نے جو پہلے مسلمان تھے اور جنہوں نے بعد ازاں مرتد ہو کر ترک اسلام اور ''نخل اسلام'' جیسی دل آزار کتابوں کی صورت میں اسلام

---

(1) قاضی صاحب کو رسول اکرم ﷺ سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے رحمۃ اللعالمین لکھنے کے لئے تہجد کا وقت منتخب فرمایا اور ساری کتاب اسی مبارک وقت میں مکمل کی۔(اکیڈمی)

(2) قاضی صاحب کی یہ مایہ ناز کتاب، فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کی نظر ثانی و تقدیم کے ساتھ ''مکتبہ طارق اکیڈمی'' شائع کرنے کا شرف حاصل کر چکی ہے۔

کے خلاف زہریلا مواد شائع کیا اور اسلام کی مخالفت میں اپنی عمر کا بڑا حصہ گزارا اور بالآخر قاضی صاحب کے دلائل و براہین سے متاثر ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا اور غازی محمود دھرم پال کہلائے، غازی صاحب لکھتے ہیں!''

''میں حیران ہوتا تھا۔ قاضی صاحب اسلامی معلومات کا بحر ذخار ہیں۔ وہ ایسی صحیح معلومات دیتے تھے کہ میرے جیسے نقاد کو جو اندھی تقلید کا قائل نہیں تھا۔ کسی جگہ انگلی رکھنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ ان کی تقریر اس طرح مجھ میں جذب ہو جاتی تھی۔ جس طرح کسی پیاسی زمین میں ہلکی ہلکی بارش جذب ہو جاتی ہے اور اس کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔

قاضی صاحب قد و قامت کے لحاظ سے بلند و بالا اور متناسب الاعضا تھے۔ رنگ گورا اور چہرہ نورانی تھا۔ داڑھی گھنی تھی جو دور آخر میں سفید ہو کر اور بھی خوبصورت لگتی تھی۔ ہمیشہ شیروانی اور چست پاجامہ زیب تن فرماتے پگڑی کھڑکی دار پٹیالے کی وضع کی پہنتے اور پاؤں میں سلیم شاہی جوتا ہوتا۔

صورت کی طرح قاضی صاحب کی سیرت بھی حسین تھی۔ لالچ اور طمع طبیعت میں نام کو نہ تھی۔ ملک کی مختلف اسلامی انجمنوں اور دینی اداروں کے سالانہ جلسوں میں اکثر شمولیت فرماتے، لیکن کبھی کسی سے ریل کا کرایہ یا سفر خرچ وصول نہ کرتے، حالانکہ وہ ہمیشہ سیکنڈ کلاس میں سفر کیا کرتے تھے۔

پاکیزگی کردار کا یہ عالم کہ جس زمانے میں وہ بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج تعینات تھے ان کی عدالت میں قتل کا ایک اہم مقدمہ پیش ہوا۔ ملزم بہت دولت مند تھا۔ ایک روز قاضی صاحب کے پاس ان کے

ایک ہندو دوست آئے جن سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ دوران گفتگو میں لالہ صاحب نے مقدمے کا ذکر کیا اور کہا: ''جن صاحب کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔ ان سے میں ذاتی طور پر واقف ہوں، وہ مجرم نہیں ہیں! مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان کا خیال رکھئے'' رخصت ہوتے وقت لالہ صاحب نے قاضی صاحب کی میز پر ایک بڑا سا لفافہ رکھ دیا۔ قاضی صاحب نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے'' کہنے لگے، بچوں کے لئے مٹھائی ہے۔ لفافے میں چالیس ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ جن کی قیمت موجودہ زمانے میں تین چار لاکھ روپے بنتی ہے۔ قاضی صاحب فرمانے لگے۔ ''لالہ صاحب! کیا آپ نہیں جانتے یہ رشوت ہے؟ جسے میرے مذہب نے حرام قرار دیا ہے، بالکل اسی طرح جیسے سور کا گوشت کھانا ایک مسلمان کے لئے حرام ہے، لفافہ اٹھا لیجئے۔ اگر ملزم بے گناہ ہے تو انشاءاللہ میری عدالت اسے سزا نہیں دے گی۔''

قاضی صاحب کی تنخواہ چار ساڑھے چار سو روپے تھی۔ وہ بڑے مہمان نواز تھے اس لئے مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ اس لگی بندھی تنخواہ میں بمشکل گزر بسر ہوتی۔ قاضی صاحب مرحوم اگر بددیانت ہوتے تو چپکے سے اس کثیر رقم کو اپنی جیب میں ڈال لیتے مگر رسالت مآب ﷺ کے سیرت نگار نے اس ناجائز دولت کو ٹھوکر ماردی اور عدل وانصاف کا چراغ روشن رکھا۔

اس زمانے میں قاضی صاحب مسجد اہل حدیث میں بڑے التزام کے ساتھ نمازِ فجر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے تھے۔ اور اس طرح انہوں

نے بھٹنڈہ میں قیام کے دوران سات مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

مہاراجہ بھوبندر سنگھ والیٔ ریاست پٹیالہ قاضی صاحب سے بہت عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یورپ کی سیر سے واپس آئے تو پٹیالہ ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال کرنے والے افسروں میں قاضی صاحب قریب ہی کھڑے تھے۔ مہاراجہ کی نظر جونہی ان پر پڑی وہ ''قاضی صاحب قاضی صاحب'' کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور ان سے لپٹ گئے۔

قاضی صاحب کا ادب نہ صرف انسان، بلکہ جنات بھی کرتے۔ چنانچہ یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بیوی کو آسیب تھا۔ بے چارے شوہر نے کئی حکیموں اور عالموں سے رجوع کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے تعویذ طلب کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''میں تعویذ تو نہیں دیا کرتا۔ البتہ آپ ان سے میرا سلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔ شاید وہ مان جائیں'' وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کا برا حال ہے۔ وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوئے اور کہا: قاضی محمد سلیمان صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے۔ اتنا سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر جن کہنے لگا: ''اگر تم ان کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ مجھے ان کے نام کی شرم ہے۔ میں اب رخصت ہوتا ہوں''۔ چنانچہ وہ عورت تندرست ہو گئی اور پھر اسے

کبھی آسیب نہ ہوا۔

گذشتہ دنوں بہاولنگر میں قاضی محمد ظہیر الدین ایڈووکیٹ نے جو قاضی صاحب مرحوم کے خواہرزادہ ہیں۔ ایک ملاقات میں مجھے بتایا! میں ۱۹۳۰ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ انہی دنوں انجمن حمایت اسلام نے اپنے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے لئے قاضی صاحب کو دعوت دی۔ قاضی صاحب لاہور تشریف لائے تو مجھ سے ملنے ریواز ہوسٹل آئے میں اس وقت چند دوستوں سے ملاقات کرنے پٹیالہ ہاؤس گیا ہوا تھا۔ کمرے میں میرا ساتھی اشفاق موجود تھا۔ اسے خبر نہ تھی کہ قاضی صاحب میرے بزرگ ہیں۔ مجھے غیر حاضر پا کر قاضی صاحب نے ایک رقعہ میرے نام لکھا اور اشفاق کے حوالے کیا۔ اشفاق نے جونہی رقعے پر قاضی صاحب کا نام لکھا ہوا دیکھا، وہ باادب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: حضرت! تشریف رکھئے۔ میں خود ایک مدت سے آپ کے دیدار کا منتظر تھا، اب آپ اتنی جلدی نہ جا سکیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ٹرنک سے ایک نیا گلاس نکالا۔ اسے پانی سے بھرا اور قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ حضرت عرصہ ہوا میں نے یہ گلاس اس نیت سے خریدا تھا کہ کبھی آپ یہاں تشریف لائے تو پہلے اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ اور پھر خود استعمال کروں گا۔ الحمدللہ آج یہ دیرینہ امید بر آئی۔ پھر اس نے قاضی صاحب کی خاطر و مدارت کی اور انہیں عزت واحترام سے رخصت کیا۔

اسی رات قاضی صاحب نے انجمن کے اجلاس میں مجاہد اسلام کے

موضوع پر پورے چھ گھنٹے تقریر فرمائی۔ جس کا دلچسپ پہلو یہ تھا۔ کہ قاضی صاحب کی تقریر سے پیشتر میاں سر محمد شفیع نے اعلان کیا میں قاضی صاحب کی تقریر کے ہر ایک گھنٹے کے عوض مبلغ تین ہزار روپے انجمن کی امداد کے لئے پیش کروں گا۔ چنانچہ تقریر ختم ہوئی تو میاں صاحب نے اٹھارہ ہزار روپے کی خطیر رقم انجمن کو پیش کرنے کا اعلان کیا جس پر حاضرین جلسہ نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ داد دی متحدہ ہندوستان کی تاریخ خطابت میں بلاشبہ یہ واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔

قاضی محمد ظہیر الدین صاحب فرماتے ہیں: قاضی صاحب ہم نوجوانوں کو ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے کہ "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" اور "رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ" جیسی دعائیں ورد زبان رکھیں، کیونکہ ان کے پڑھنے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے، سینہ کشادہ ہوتا ہے اور ذہن کو جلا ملتی ہے......اور واقعی ہم نے ان دعاؤں کا ایسا ہی اثر دیکھا۔

قاضی صاحب کی تمنا تھی، بلکہ وہ اکثر دعاء فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی جب تو مجھے اپنے پاس بلائے تو مالی لحاظ سے میں تہی دامن ہوں۔ ان کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور ان کا انتقال ایسے ہی حالات میں اس وقت ہوا، جب وہ دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو کر وطن واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے دوران سفر میں جہاز پر وفات پائی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون نماز جنازہ مولانا سید اسماعیل غزنویؒ مرحوم نے پڑھائی اور بعد ازاں ان کی نعش سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئی۔ اس موقع پر دیکھنے

والوں نے دیکھا کہ تاجدِ نظران کی نعش سمندر کے سینے پر بہتی چلی جا رہی ہے اور کسی سمندری جانور کو اسے نقصان پہنچانے کی جسارت نہ ہوئی۔ حالانکہ یہ بات عموماً مشاہدے میں آئی ہے کہ جونہی کوئی انسانی نعش سمندر میں گرتی ہے۔ مگرمچھ اور بڑی بڑی مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور آناً فاناً اسے ختم کر ڈالتی ہیں۔ لیکن صاحب ''رحمۃ للعالمین'' کا سمندری مخلوق نے بھی احترام کیا اور ان کی نعش کی حفاظت کی۔

سال وفات ۱۹۳۰ء ہے۔

حکیم محمد عبداللہؒ جہانیاں منڈی



عطا اسلافؒ کا جذبِ دروں کر

شریک زمرہ لایحزنوں، کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں!

میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

(اقبالؔ)

درودِ پاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (سنن نسائی)